مواعظِ اختر نمبر ۱۵

کیفِ آہ و فغاں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

مواعظِ اختر نمبر ۱۵

کیفِ آہ و فغاں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؒ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: کیفِ آہ و فغاں

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج الملّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجددِ دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ: یکم اکتوبر ۱۹۹۷ء بعد مغرب

مقام: مسجد حمزہ، لینیشاء، جنوبی افریقہ

موضوع: امام عادل کی شرح

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست

عنوانات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　صفحہ نمبر

سایۂ عرشِ الٰہی پانے والا پہلا شخص ......امام عادل............ ۸

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر ایک اشکال اور اس کا جواب............ ۸

تکبر سے نجات پانے کا طریقہ............ ۱۰

اہل اللہ کی پہچان............ ۱۰

لذّتِ فریادِ سجدہ............ ۱۲

عاشقِ سلطنت اور تارکِ سلطنت............ ۱۳

کامل دیوانہ کون ہے؟............ ۱۵

تمام بنی آدم مکرم ہیں خواہ کافر ہی کیوں نہ ہوں............ ۱۶

دنیا کی بے ثباتی............ ۱۷

عشقِ مجازی مستیِ قہرِ خدا ہے............ ۱۸

ہر شخص امام عادل ہوسکتا ہے............ ۱۹

بیوی کو پیٹنا شرافت کے خلاف ہے............ ۲۰

سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کا مقام حاصل کرنے کا طریقہ............ ۲۱

تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت کی ترغیب............ ۲۲

فریادِ آہ و نالہ............ ۲۴

کیفیاتِ احسانیہ سینوں سے منتقل ہوتی ہیں نہ کہ کتابوں سے ۲۴
حرام خواہشات کا خون کرنے والے کو معیتِ خاصہ نقد عطا ہوتی ہے...... ۲۵
آیت لِیَزْدَادُوْا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِہِمْ کی شرح.............................. ۲۵
مولیٰ کی نسبت عاشقِ مولیٰ سے ملتی ہے.. ۲۶
لذتِ تکرارِ اسمِ ذات.. ۲۷
خوابِ حسرت.. ۲۸
عاشقِ مولیٰ کبھی پاگل نہیں ہوتا.. ۲۹
راہِ سلوک... ۳۰
اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت کو کوئی بیان نہیں کرسکتا.................. ۳۰
فریادِ دردِ دل... ۳۱

ملفوظات بعد وعظ

مراقبہ حسنِ فانی عشقِ مجازی سے بچانے کے لیے ہوتا ہے.................. ۳۴
ذلتِ عشقِ مجازی.. ۳۵
روحِ تصوف اپنے مولیٰ پر فدا ہونا ہے.. ۳۵
بے باکی کی تلافی بکاء سے کرو... ۳۷
اپنے بچوں کو کسی کے حوالے مت کرو.. ۳۸
ماسیوں کے ساتھ خلوت سے سخت احتیاط کرو.................................. ۳۹
خلقِ خدا پر شفقت کی حدود... ۴۰

محارم سے احتیاط...۴۱
حکیم الامت تھانویؒ کی امارد سے احتیاط..۴۱
نظر کی حفاظت کا حکم براہِ راست نازل نہ کرنے کا راز......................۴۳
حلاوت ایمانی کی پانچ علامات..۴۴
حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت...۴۵
حلاوتِ ایمانی کی دوسری علامت..۴۵
حلاوتِ ایمانی کی تیسری علامت...۴۵
حلاوتِ ایمانی کی چوتھی علامت..۴۶
حلاوتِ ایمانی کی پانچویں علامت..۴۶
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی گریہ وزاری...................................۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ

(صحیح البخاری، کتابُ الاذان، باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوۃ، ج:۱، ص:۹۱)

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک بہت بڑی خوشخبری عطا فرمائی ہے کہ سات قسم کے لوگ ہوں گے جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا۔ قیامت کے دن کتنی پریشانی کا عالم ہوگا کہ ماں بیٹے سے، باپ بیٹی سے، بھائی بھائی سے اور میاں بیوی سے بھاگے گا:

﴿یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ ۝ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ ۝ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ ۝﴾

(سورۂ عبس آیت: ۳۴، ۳۵، ۳۶)

ہر شخص پر پریشانی کا عالم ہوگا، سورج کی گرمی سے کوئی گھٹنوں تک پسینہ میں ہوگا، کوئی کمر تک، ایسے وقت میں اگر عرش کا سایہ مل جائے تو کتنا مزہ آئے گا اور بعض محدثین نے فرمایا کہ سایۂ عرش اور سایۂ رحمت اس پر دونوں کا امتزاج رہے گا، یہ نہیں کہ ابھی تو عرش کے سائے میں آجاؤ پھر تھوڑی دیر بعد دوزخ میں بھیجتے ہیں، عرش کے سائے میں اسی کو بلائیں گے جس کو اپنی رحمت سے بخشا اور مغفرت دینا منظور ہوگا لہٰذا اس حدیث شریف میں جو سات قسم کے لوگ ہیں جن کو عرش کا سایہ ملے گا اور وہ بخشا جائے گا ان شاء اللہ، کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ ایک کریم مالک اپنی رحمت کے سائے میں بلا کر پھر جہنم میں دھکیل دے۔ تو ہم

سب کو چاہئے کہ یہ سات قسم کی صفات سمجھ کر ہم ان ساتوں قسموں میں شامل ہوجائیں یا کسی ایک میں داخل ہو جائیں۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ سب ساتوں قسموں میں شامل ہوجائیں۔ میں اس حدیث کے مفاہیم کو اس طرح پیش کرنے کی کوشش کروں گا کہ ان شاء اللہ غریب سے غریب آدمی بھی ساتوں قسمیں حاصل کرلے گا۔

سایۂ عرشِ الٰہی پانے والا پہلا شخص......امام عادل

تو نمبر ایک قسم ہے امامِ عادل: سلطانِ باانصاف جو اپنی سلطنت کو عدل سے چلائے۔ بعض محدثین نے فرمایا ہے کہ ہر انسان جو اپنے گھر کا بڑا ہے یہ بھی امام عادل بن سکتا ہے، اپنے بیوی بچوں میں عدل کرے، فیکٹری والا اپنے کارخانہ کے مزدوروں میں عدل کرے جو جس کمپنی کا مالک ہے اس کمپنی میں عدل وانصاف کرے تو ہر بڑا اپنے ماتحتوں پر عدل کرنے سے اس حدیث شریف کی نعمت میں شامل ہوجائے گا، دلیل قرآنِ پاک کی یہ آیت ہے:

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝﴾

(سورة الفرقان آیت:۷۴)

تو اس آیت کی رو سے ہر انسان اپنے گھر کا امام ہے۔

وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر ایک اشکال اور اس کا جواب

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بظاہر بعض لوگوں کو شبہ ہوگا کہ نعوذ باللہ اس دعا میں اِمَامُ الْمُتَّقِیْن بننے کا سوال ہے جبکہ بڑائی چاہنے کو منع کیا جاتا ہے کہ بڑائی مت تلاش کرو، اسی طرح ایک حدیث ہے کہ:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا))

(کنز العمال)

اے خدا! ہم کو ہماری نظر میں چھوٹا کردے، وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا مگر مخلوق کی نظر میں بڑا کردے۔ تو خود تو بڑا بننا اور بڑائی جتانا حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے مانگنا کہ اپنے بندوں کے دلوں میں ہماری بڑائی داخل فرمائے، تو یہ طریقہ مسنون ہے اور تعلیمِ نبوت ہے کیونکہ اگر لوگوں میں، مخلوق میں یہ معزز نہیں ہوگا تو کوئی اس کی بات سنے گا؟ دین کی دعوت کے لئے بھی وجاہت اور وقار ضروری ہے، لیکن اس کی بھی اللہ سے دعا مانگو کہ اپنی نظر میں چھوٹے رہو کیونکہ اگر حق تعالیٰ کی رحمت اور فضلِ رحمانی نہ ہو تو کیا ہوگا؟ اپنے دل میں بڑا ہو جائے گا لہٰذا اپنی نگاہوں میں چھوٹا ہونا بھی اعتقادی حسن و جمال اور عبدیت کی شان ہے، مالک کا کرم ہو تب آدمی سمجھتا ہے کہ میں خود اپنی قیمت کیوں لگاؤں؟ جو غلام اپنی قیمت خود لگاتا ہے وہ احمق ہے، بے وقوف ہے، غلام اپنی قیمت نہ خود لگا سکتا ہے نہ دوسرے غلام لگا سکتے ہیں، ایک کروڑ غلام کسی غلام کو سلام کرتے ہیں تو اس کی قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا، غلام کی قیمت قیامت کے دن مالک لگائے گا۔

ہم ایسے رہے یا کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اللہ تعالیٰ جو قیمت لگائیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ایماں چوں سلامت بہ لب گور بریم
احسنت بریں چستی و چالاکی ما

جب میں ایمان کو سلامتی سے قبر میں لے جاؤں گا، خاتمہ ایمان پر ہو جائے گا تب میں اپنی عبادت پر ہر چیز پر خوشی مناؤں گا، ابھی تو کچھ نہیں معلوم کہ خاتمہ کیسا

ہونا ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ غم کھائے جارہا ہے کہ قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا۔ آہ! بڑوں بڑوں کا تو یہ حال ہے اور ہم چند رکعت پڑھ کے انتظارِ وحی کرتے ہیں کہ اب تو ہم فرشتے ہوگئے، بندہ جب اپنی نظر میں برا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھلا ہوتا ہے، اور جب اپنی نظر میں بھلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر میں برا ہوتا ہے۔

تکبر سے نجات پانے کا طریقہ

اسی لئے دوستو! کبھی کبھی اللہ تعالیٰ سے یہ دو جملے تو کہہ ہی لیا کرو کہ اے خدا! میں سارے مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال اور سارے کافروں اور جانوروں سے کمتر ہوں فی المآل کہ معلوم نہیں خاتمہ کیسا ہونا ہے، ان شاء اللہ ان دو جملوں کی برکت سے آپ کے تکبر کے جراثیم مردہ ہوجائیں گے اور خاتمہ اس حالت میں ہوگا کہ آپ کا قلب تکبر سے پاک ہوگا اور وَلَا یَجِدُ رِیْحَهَا کے عذاب سے آپ نجات پاجائیں گے، تکبر کے ساتھ جو مرے گا تو جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا، چاہے ایک لاکھ حج کررہا ہو، ایک لاکھ عمرہ کررہا ہو، ایک لاکھ نفلیں روزانہ پڑھ رہا ہو۔

اہل اللہ کی پہچان

اس لئے اس مرض کو نکالنے کے لئے بزرگوں کا دامن پکڑا جاتا ہے کیونکہ یہ لوگ تکبر کے ایٹم بم کے ڈسپوزل ایکسپرٹ ہیں، اسکواڈ نہیں ہیں کیونکہ اسکواڈ میں تو کئی پولیس والے آتے ہیں، اکیلے شیخ کے سائے میں رہو، اس کی صحبت ہی سے تکبر کے جراثیم مرجائیں گے۔ اگر شملہ پہاڑی پر جڑی بوٹیوں کی خوشبو سے ٹی بی کا زخم اچھا ہوسکتا ہے تو اللہ والوں کے ماحول میں رہنے سے غفلت کا کینسر، تکبر کا کینسر کیوں نہیں اچھا ہوگا۔ لہٰذا جو شخص یہ چاہے کہ مجھے تکبر کی بیماری، ریا کی بیماری اور سوءِ خاتمہ کی بیماری کے خطرناک جراثیم سے نجات مل جائے اس کو

اہل اللہ کی صحبت میں اور بزرگوں کی صحبت میں رہنا چاہئے۔لیکن بزرگوں کی پہچان کیا ہے؟ یہ نہ سمجھو کہ سمندر کے کنارے لنگوٹا باندھ کر بیٹھا ہے، نہ نماز نہ روزہ، جسم پر راکھ ملے ہوئے سادھو فقیر بنا ہوا کہتا ہے کہ میں تو عرشِ اعظم کی سیر کرتا رہتا ہوں، نماز تو زمین والوں پر فرض ہے، عرش والوں پر تھوڑی فرض ہے اور جتنے بیوقوف لوگ ہیں ایسے ہی آدمی کے پاس جاتے ہیں جو شریعت وسنت کے خلاف کام کرتا ہو جبکہ بزرگ فرماتے ہیں ؎

گر ہوا پہ اڑتا ہو وہ رات دن
ترک سنت جو کرے شیطان گن

جو ہوا پر اڑ کر دکھائے اگر سنت کے خلاف ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑے ہوئے ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے ہٹ کر کوئی اللہ کا پیارا کیسے ہوسکتا ہے لہٰذا کرامت کو مت دیکھو، ہوا پر اڑنے سے اگر کوئی ولی اللہ ہوتا ہے تو مکھی بھی ہوا میں اڑتی ہے، اسی سے مرید ہو جاؤ اگر بغیر کشتی کے دریا میں چلنے سے ولی اللہ بنتا ہے تو تنکا بھی بہا جا رہا ہے، اسی سے مرید ہو جاؤ، اگر حال آنے سے آپ اس کو ولی اللہ سمجھتے ہیں تو سانپ کو بھی حال آتا ہے، جب بین بجائی جاتی ہے تو اپنا پھن لہراتا ہے تو اسی سے مرید ہو جاؤ، وہ تو بہت جلد آسمان پر پہنچا دیتا ہے، سیکنڈوں میں ساتوں آسمان پار کرا دیتا ہے، ڈس لے گا، جان ختم ہو جائے گی، آسمان پر پہنچ گئے۔اسی لئے ہمارے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی پیٹو دنیا دار کا حال مت دیکھو، یہ دیکھو کہ سنت پر چلتا ہے یا نہیں، بزرگی کا معیار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر ہے۔اختر کا شعر ہے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے ؎

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

لہٰذا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا حال دیکھ کر اس کے جال میں مت پھنسو اور پھر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

حال تیرا جال ہے مقصود تیرا مال ہے
کیا خوب تیری چال ہے لاکھوں کو اندھا کر دیا

بڑے بڑے ایم ایس اور بی ایس سی اور گریجویٹ سادھو بابا کے پاس ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں کہ بابا ہمارا مقدمہ ٹھیک کرادو، معلوم ہوتا ہے کہ سب اختیار انہیں کے ہاتھ میں ہے، یہ بابا نہیں ہے، یہ آبی یآبی سے یأبی ہے کیونکہ نماز روزہ کچھ نہیں کرتا، طریقت شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے، شریعت وطریقت کی تعریف سمجھ لو، شریعت اسٹرکچر ہے اور طریقت فنشنگ ہے، شریعت گولہ ہے طریقت اس کا رس ہے، محبت اور خشیت کا رس ہے، یہ کیا ہے کہ اسٹرکچر غائب ہے اور فنشنگ ہو رہی ہے، یہ کون سی عمارت ہے بھئی! ایسی کوئی عمارت دکھاؤ کہ اسٹرکچر نہ ہو اور وہاں رنگ وروغن ہو رہا ہے، ہواؤں پر رنگ وروغن کرو گے؟ سنت کی زندگی میں کسی اللہ والے کی دوستی کی محبت کی آمیزش کردو۔

لذّتِ فریادِ سجدہ

سجدہ کرو مگر محبت سے سر رکھو، محض قانونی سجدہ نہ کرو، آج کل برادر اِن لا، فادر اِن لا، مدر اِن لا ہوتے ہیں، اللہ کو ضابطے کا پالنے والا مت سمجھو، سر کو محبت سے اللہ کے حضور سجدہ میں رکھو، اور جب سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہو کہ اے میرے پالنے والے! آپ نہایت عالی شان ہیں تو مزہ آجائے گا ان شاء اللہ۔ اللہ والوں سے پوچھو، مولانا رومی سے پوچھو کہ ان کو ایک سجدہ میں کتنا مزہ آتا ہے۔ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

جب میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کرتا ہوں تو کتنا مزہ آتا ہے؟ دو سو سلطنتوں سے زیادہ مزہ آتا ہے، سلطنت کی بھیک پانے والے اور ہیں اور جو سلطنت کی بھیک دیتا ہے اس کے قدموں میں سر رکھنے والے اور ہیں ؎

پس بنالی کہ نخواہم ملکہا
ملک آں سجدۂ مسلّم کن مرا

جب سجدہ کا ذائقہ مل جائے گا تو روئے گا کہ اے خدا! ہمیں ملک نہیں چاہئے ہمیں مالک چاہیے، اے خدا! مجھ کو عبدیت کا ذائقہ اور سجدۂ مسلّم کا مزہ عطا فرما، مرغ مسلّم کھانے والو! ذرا سجدہ مسلّم بھی مانگو اللہ سے ؎

بادشاہانِ جہاں از بدرگی
بو نہ بردند از شرابِ بندگی

دنیا کے بادشاہوں کی رگوں میں گٹر لائنیں گندگی سے بھری ہوئی ہیں، ان کی رگوں میں دنیا کی محبت گھسی ہوئی ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی خوشبو سے محروم ہیں، اگر یہ اللہ کی محبت کا مزہ پا جاتے تو تخت و تاج کو لات مار دیتے۔

عاشقِ سلطنت اور تارکِ سلطنت

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھو۔ ایک بادشاہ اپنی بادشاہت چھوڑ کر دوسرے ملک میں جا کر اینٹیں بناتا تھا، مزدوری کرتا تھا مگر نقاب ڈالے ہوئے تھا تاکہ دوسرے ملک والے مزدور سمجھ نہ جائیں کہ میں کسی ملک کا بادشاہ ہوں کیونکہ بادشاہوں کا بڑا اقبال ہوتا ہے، ان کا چہرہ بتا دیتا ہے، لہٰذا نقاب ڈال کر اینٹیں بناتے تھے۔

حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہفتہ میں ایک دن مزدوری کرتے تھے اور سات دن اللہ اللہ کرتے تھے، ایک دن تیز ہوا چلی تو ان کے چہرہ سے نقاب اُڑ گیا، تو بادشاہی چہرہ دیکھ کر مزدوروں میں آپس میں گفتگو شروع ہوگئی کہ یہ تو کوئی بڑا شخص معلوم ہوتا ہے، یہ مزدور ہرگز نہیں ہے، یہ خبر اِس ملک کے بادشاہ تک پہنچی تو یہ بادشاہ بھی گھبرایا ہوا آیا کہ پتا نہیں کسی دوسرے ملک کا جاسوس تو نہیں آ گیا اور اپنا خیمہ اسی جگہ لگایا جہاں یہ مزدور تھا اور کہا کہ سب مزدور چلے جائیں اور یہ مزدور میرے پاس آجائے جو نقاب ڈالے ہوئے ہے اور اس سے کہا کہ نقاب ہٹائیے! اب وہ کیا کرتا، دوسرے ملک میں کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اب تو رعایا ہو گیا تھا، اس نے نقاب ہٹا دیا تو بادشاہ نے کہا کہ دیکھو بھئی! آپ مجھے تارکِ سلطنت بادشاہ معلوم ہوتے ہو، آپ مجھ سے بلند تر ہو کیونکہ میں عاشقِ سلطنت ہوں اور غلامِ سلطنت ہوں اور آپ تارکِ سلطنت ہیں لہٰذا آپ تشریف لے چلئے اور جہاں تختِ شاہی ہے، جہاں میں بیٹھتا ہوں آپ وہاں بیٹھو اور میں آپ کی رعایا بننے کے لئے تیار ہوں اور یہ شعر پڑھا ؂

پیش ما باشی کہ بخت ما بود
جانِ ما از وصل تو صد جاں شود

آپ میرے پاس رہا کرو، میری قسمت جاگ جائے گی، میری جان آپ کی ملاقات سے سو جان ہو جائے گی، اب وہ مجبوراً چلا تو گیا مگر اس کا دل گھبرانے لگا کہ بادشاہت چھوڑ کر آیا تھا کہ یہاں اللہ اللہ کروں گا لیکن اس بادشاہ نے ہم کو پھر بادشاہ بنا دیا تو اس تارکِ سلطنت بادشاہ نے کہا جو مزدور بنا ہوا تھا کہ حضور میں تختِ شاہی تک تو آ گیا ہوں اور بیٹھ بھی گیا ہوں لیکن مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے، ذرا کان میرے منہ کے قریب لائیے، میں آپ سے ایک بات

کہنا چاہتا ہوں، بس اس نے درد بھرے دل سے، جلے بھنے دل سے نہ جانے اللہ تعالیٰ کی محبت کی کیا بات کی کہ وہ پاگل ہوگیا، اس نے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ دوسرے ملک میں لے چلو، میں بھی اپنی بادشاہت کے دائرہ میں نہیں رہوں گا، تم نے اپنا ملک چھوڑا میں بھی اپنا ملک چھوڑوں گا، چلو دونوں آدمی کسی تیسرے ملک میں بھاگ چلیں، وہاں جا کر یہ دونوں بادشاہ اللہ اللہ کرنے لگے، مزدور ہوگئے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا پیارا ہے کہ نہ جانے کتنے سلاطین اپنا تخت و تاج نیلام کر چکے ؎

شاہ و شہزادگی در باختہ
و ز پئے تو در غریبی ساختہ

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اے خدا! یہ بادشاہ سلطنتِ بلخ چھوڑ کر دریا کے کنارے آپ کی عبادت کر رہا ہے، یہ شاہی و شہزادگی آپ پر ہار گیا ہے، آپ کی محبت پر فدا کر دیا ہے، آپ کی محبت میں غریب الوطن بنا ہوا ہے، پردیس میں بھاگ گیا ہے، بادشاہت کا وطن چھوڑ دیا۔

کامل دیوانۂ حق کون ہے؟

تو جب اللہ کے نام کا مزہ آجاتا ہے تو آدمی در بدر پھرتا ہے اور مربی پر فدا رہتا ہے اور مربہ بنتا رہتا ہے اور ایسا مربہ بنتا ہے کہ وہ خود اپنا بنا ہوا مربہ کھاتا رہتا ہے، اس کے قلب و روح میں اس قدر دردِ دل، اتنی محبت کی مٹھاس اللہ گھول دیتا ہے کہ وہ خود بھی مست رہتا ہے اور دوسروں کو بھی مست کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے دیوانے ایسے نہیں ہوتے کہ خود دیوانے ہوں اور دوسروں کو دیوانہ نہ بنا سکیں، یہ ناقص دیوانہ ہے، مکمل پاگل وہ ہے جو اللہ کے عشق و محبت میں

دوسروں کو بھی پاگل کر دے۔ یہ خاص جملہ سن لو، اللہ کا باوفا بندہ وہ ہے جو اپنی خوشی کو چھوڑ دے اور اللہ کی خوشی پر چلے، جو اپنا دل خوش کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ذبح کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف چلتا ہے، اللہ کا حکم ہے کسی کالی گوری کو مت دیکھو، کسی کی بیٹی بہو کو مت دیکھو، کسی کی ماں، خالہ، بہن کو مت دیکھو، کسی کے بیٹے کو بھی بری نظر سے مت دیکھو کیونکہ وہ تمہارا دوست بھی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا بھی ہے، یہ اولادِ آدم ہے، نبی کی اولاد کو بری نظر سے دیکھنا کیسے جائز ہوگا؟ جب کسی لڑکے کو یا کسی کالی گوری کو دیکھنے کا دل چاہے تو یہ سوچو کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، یہ لوگ یا بنی آدم کے خطاب کے مخاطب ہیں یا نہیں؟ تو پیغمبر کے بچوں کو بری نظر سے کیوں دیکھتے ہو؟

تمام بنی آدم مکرم ہیں

کہیے سید صاحب! کیسا مضمون ہے یہ۔ دیکھو! اس زمانہ میں بہت سی خانقاہوں میں جاؤ پھر جب میری بات سنو گے تب قدر معلوم ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے فضل سے اختر سے کیا کام لے رہا ہے، لہٰذا کرسچن لڑکیوں کو بھی بری نظر سے مت دیکھو، یہ مت سوچو کہ کافر کا مال ہے۔ میرے شیخ نے بتایا تھا کہ پورب کا ایک آدمی ہر کافرہ عورت کو دیکھ کر کہتا تھا کہ یہ تو کافر کا مال ہے، اس میں کیا ڈر ہے، مالِ غنیمت میں کیوں دیر کرتے ہو۔ تو حضرت فرماتے تھے کہ نہیں کسی کافر عورت کو بھی بری نظر سے دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ اولادِ آدم مکرم ہے:

﴿ وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيۡۤ اٰدَمَ ﴾

(سورۃ الاسرآء، آیت:۷۰)

جب اللہ تعالیٰ نے اس کو کَرَّمۡنَا بنایا تو تم اس کے ساتھ گندے فعل کا ارادہ

کیوں کرتے ہو، اس کو گندی نظر سے کیوں دیکھتے ہو، وہ مکرم ہیں، اسی لئے کافر کی کھوپڑی سے بھی دوا بنانا جائز نہیں ہے، مرگی کے لئے ایک گولی بنتی ہے اس میں کھوپڑی کا سفوف چاہیئے لیکن ہر مفتی نے یہی لکھا ہے کہ انسان کے اعضاء سے دوا بنانا جائز نہیں ہے۔

دنیا کی بے ثباتی

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ لے لو ورنہ مرنے کے بعد پچھتاؤ گے، جس مزے کے سہارے ہم جی رہے ہیں کہ یہ میرا مکان ہے، میری مرسڈیز ہے، میرا کاروبار ہے، تو اپنے ساتھ سوائے کفن کے کچھ نہ لے جاؤ گے، لہٰذا جلدی سے اللہ پر فدا ہو جاؤ۔ لیکن اس مالک کی عبادت اور نام کی لذت اکیلے نہیں پا سکتے جب تک کہ اللہ کے عاشقوں کی صحبت میں نہ رہو، کتنی ہی حسین بیوی ہو اگر آنکھ میں موتیا اتر آئے تو اس کا حسن نظر آئے گا؟ چاند جیسی حسین بیوی کا حسن اس کو نظر ہی نہیں آتا، کوئی لاکھ اُس کو بتائے کہ تمہارے گھر میں حسین بیوی ہے پھر دوسروں کا حُسن کیوں دیکھتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ بھئی! راوی میں شک بھی تو ہوتا ہے، راوی پر جرح بھی کی جاتی ہے لیکن اگر موتیا کا پانی نکلوا لو تو کسی راوی کی ضرورت نہیں پڑے گی، اللہ تعالیٰ پر فدا ہو جاؤ گے تو اللہ کا حسن، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال اور سنت کے راستے کی لذتیں پا جاؤ گے، لہٰذا اللہ والوں کی صحبت میں رہو، بلا آپریشن آنکھ کا موتیا ٹھیک ہو جائے گا۔

پردے اٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگ در بھی ہے

ہر لمحہ اللہ پر فدا ہونے کا دل چاہے گا اور ہر وقت خدائے تعالیٰ بے شمار جانیں اس کو عطا فرمائے گا۔

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ کے حکم پر اپنی خوشیوں کو ختم کرتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھنے کی ضمانت اور کفالت قبول فرماتا ہے اور جس کا دل خدا خوش رکھے گا سارا عالم بھی اس کی خوشی کو ناخوشی سے تبدیل نہیں کرسکتا اور ساری دنیا کی خوشی چندروزہ ہوتی ہے، ساری دنیا کی خوشی اور سارے سہارے ختم ہونے والے ہیں یا نہیں؟ بتاؤ! کسی کی جوانی پر مرو گے تو جوانی بڑھاپے سے تبدیل ہو رہی ہے، اب کہاں جاؤ گے؟ تمہارا تو قبرستان ہی ختم ہوگیا، جہاں مر رہے تھے اپنا مرقد بنا رہے تھے، تمہارا جائے وقوع ہی غائب ہوگیا، جوانی بڑھاپے سے تبدیل ہوگئی، ہمیں کوئی نعمت ایسی بتادو، بریانی، سموسہ، خوشبو دار پلاؤ کہ اس کے لالچ میں جماعت کی نماز بھی چھوڑ رہا ہے لیکن رات کو کس حالت میں کھایا اور صبح لیٹرین میں کس حالت میں اخراج کیا، آپ اپنے بطون اور پیٹوں کو تو دیکھو کہ آپ کے کتنے معزز پیٹ ہیں کہ کھاتے اچھا ہیں نکالتے کیسا ہیں۔ تو دنیا میں کوئی چیز نہیں جو محبت کے قابل ہو سوائے اللہ کے کیونکہ ہر چیز فانی ہے، سب کے جغرافیے بدلنے والے ہیں۔

عشقِ مجازی مستیِ قہرِ خدا ہے

ایک آدمی کسی پر عاشق ہوا اور پانچ سال کے بعد اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ معشوق کا سارا جغرافیہ ہی بدلا ہوا ہے، اب اس کی طرف دیکھا ہی نہیں جارہا، تو دوسری طرف منہ کر کے پانچ سالوں میں لکھے ہوئے سارے خطوط پڑھتا ہے کہ میں تمہارے عشق میں رات بھر یوں تارے گنتا تھا، یوں روتا تھا تو اس معشوق نے ایک طمانچہ مارا کہ پانچ سال کے بعد آئے ہو تو مجھ کو کیوں نہیں

دیکھتے ہو، جب پوری ملاقات ہوگئی تو خط جو آدھی ملاقات ہے اس پر کیوں گذارا کررہے ہو۔ بھئی! خط وکتابت آدھی ملاقات ہے، اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ تو اس نے کہا کہ اب مجھ کو بتانا ہی پڑے گا، بات یہ ہے کہ میں جس پانی پر مرا تھا وہ پانی بدل گیا، تالاب وہی ہے، آپ کا اسٹرکچر وہی ہے، مگر جس تالاب پر اور جس نمک پر میں مرا تھا آج وہ سب ختم ہوگیا، یہ گدھوں کی سی چندروز کی جو مستیاں ہیں یہ سخت نادانی اور خدا کے قہر اور غضب کی مستی ہے۔

یاد رکھو! جو شخص حسینوں کو دیکھ کر ہائے ہائے کررہا ہے کہ خدا نے کیا شکل بنائی ہے، تو ان کی شکلوں کو ذریعۂ معرفت مت بناؤ، کیا لعنتی فعل سے کسی کو خدا کی معرفت حاصل ہوگی؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کسی حسین سے مست ہوتا ہے تو یاد رکھو ؎

از شرابِ قہر چوں مستی دہد
نیست ہارا صورتِ ہستی دہد

اللہ تعالیٰ جب اپنے عذاب اور قہر کی مستی دیتا ہے تو وہ فانی چیزوں پر ہائے ہائے کرتا رہتا ہے ؎

شکل بگڑی تو بھاگ نکلے دوست
جن کو کبھی غزل سنائے ہیں

یہ میں نے دوست کے لفظ کا طمانچہ مارا ہے، یہ نہ سمجھنا کہ پیار کیا ہے۔

ہر شخص امام عادل ہوسکتا ہے

تو اللہ کے باوفا بندے رہو، جو بِجَمِیْعِ اَعْضَائِہٖ اللہ کا باوفا ہوجائے گا تو یہ بھی امام عادل کے ساتھ ہوگا۔ اب اس کی دوسری شرح بھی ہے، بتائیے! ہر انسان اپنے جسم کا بادشاہ ہے یا نہیں؟ سر سے پیر تک قلب بادشاہ ہے اور اس

کی بادشاہت قالب پر ہے، دل بادشاہ ہے اور اس کی حکومت کہاں ہے پانچ چھ فٹ کے اس جسم پر، اس کے پاس یہ دو گز کی زمین موجود ہے، اس کے پاس سلطنت ہے، ہر قلب قالب کا بادشاہ ہے کیونکہ اس کے پاس صوبے ہیں، ہر ملک کے لئے کوئی صوبہ ہوتا ہے یا نہیں؟ تو ہم کو اللہ تعالیٰ نے دل دے کر اسے بادشاہ بنایا ہے اور اس کے صوبے بھی دیئے ہیں، آنکھ کا صوبہ دیا ہے کہ عدل کرو، اس آنکھ سے کسی عورت کو امردوں کو مت دیکھو تو گویا آپ نے آنکھ کے صوبہ میں عدل قائم کر دیا، بحیثیت قلب کے بادشاہ ہونے کے آپ امامِ عادل ہو گئے، اپنی آنکھوں کے صوبہ میں اگر آپ بدنظری نہیں کرتے، کسی کالی گوری کو نہیں دیکھتے صرف اپنی بیوی کو دیکھتے ہیں، بے غیرتی اور غیر شریفانہ حرکت سے کسی کی بہو، بیٹی اور ماں، بہن کو نہیں دیکھتے تو آپ نے آنکھوں کے صوبہ میں عدل قائم کر دیا، آپ امام عادل ہو گئے، لیکن ابھی ایک صوبہ کے عادل ہوئے ہیں، اب کان سے گانا نہ سنو تو کان کے صوبہ میں بھی آپ نے عدل قائم کر دیا، ناک سے کسی عورت کی خوشبو مت سونگھو اور زبان سے غیبت نہ کرو، کسی کا حرام چما بھی نہ لو، چاہے وہ ڈاکٹر جمہ ہو، ڈاکٹر جمہ ہمارے ہاں بہت بڑا ڈاکٹر گذرا ہے، زبان سے بھی کوئی گناہ نہ کرو، ہاتھوں سے بھی غلط جگہ، کسی کے گال پر ہاتھ مت لگاؤ، پیر سے اس کی گلی میں مت جاؤ، ہاتھ سے اس کو خط بھی نہ لکھو، غیر اللہ جس کا نمک آپ کو پسند آ گیا آپ اس کو خط بھی نہ لکھو، تو ہاتھ کے صوبے میں عدل قائم ہو گیا۔

بیوی کو پیٹنا شرافت کے خلاف ہے

غصے میں آکر بیوی کو طمانچہ بھی مت مارو کیونکہ رات کو تم نے اسی گال کا چما لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شخص کی نالائقی پر حیرت ہے کہ اپنی بیوی کے جس گال کا رات کو چما لیتا ہے اسی پر جھانپڑ مارتا ہے، یہ گدھے

کتے سے بدتر ہے۔ بتاؤ! یہ شرافت کے خلاف ہے کہ نہیں کہ رات میں پیار کرتے ہو اور دن میں ذرا سی غلطی ہوئی تو بے چاری کو ایک تھپڑ مار دیا، تمہاری بیٹی کو کوئی مارے تو پھر تعویذ لیتے ہو، فوراً پیروں کے پاس پہنچتے ہو کہ حضرت! آج کل میری بیٹی کو داماد ستا رہا ہے ایسا تعویذ دے دو کہ بالکل غلام بن جائے۔ بعض جگہ ایسا مشہور ہے کہ اگر بیوی شوہر کو الّو کی زبان کھلا دے تو وہ بالکل الّو بن جاتا ہے، اس کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے، لہٰذا کھانے میں یاد رکھنا کبھی الّو کی زبان نہ کھانا۔

تو سینٹرل گورنمنٹ، دارالحکومت، راج دھانی، مرکز یعنی دل میں بھی گندے خیالات مت پکاؤ کیونکہ اگر مرکز پر حملہ ہوجائے تو پھر تو سلطنت ہی ختم ہوجاتی ہے، جس دل میں گندے خیالات آنے لگیں تو ایسے دل میں اللہ آئے گا؟ اس کی تجلی ایسے قلب میں نہیں ہوتی جہاں اتنی بڑی نجاست یعنی مردے پڑے ہوئے ہوں۔ تو جس نے اپنے جسم پر عدل کیا یہ بھی امام عادل ہے، اس کی شرح اللہ نے مجھ کو عطا فرمائی، نہ میں نے کہیں دیکھا نہ پڑھا نہ سنا، بس یہ سب بزرگوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ ہر غریب اور مسکین بھی امام عادل بن سکتا ہے جبکہ اپنے جسم کی دو گز کی سلطنت پر عدل نافذ کرے، ہر شخص اپنے جسم کا بادشاہ ہے، لہٰذا اپنے صوبوں میں اللہ تعالیٰ کا عدل قائم کرو، اس جسم کو ان کی مرضی کے خلاف مت استعمال کرو، نہ آنکھوں کو، نہ زبان کو، نہ ناک کو، نہ کان کو، بس یہ قیامت کے دن امامِ عادل ہوگا ان شاء اللہ۔

سلطان ابراہیم ابن ادھمؒ کا مقام حاصل کرنے کا طریقہ

اور یہ بھی کہتا ہوں کہ کبھی آپ کے سامنے ایسے ہی اچانک کوئی شکل آجائے تو اس سے نظر تو بچائی مگر اس کی جو ہلکی سی جھلک نظر آئی اور دل میں خیال آیا کہ کاش سلطنتِ بلخ بھی ہوتی تو میں اس پر فدا کرتا اور اس کو

مہر میں دے کر اس سے نکاح کر لیتا لیکن اے خدا! ہمارے پاس سلطنتِ بلخ تو نہیں ہے، مگر میں آپ کے خوف سے سلطنت بلخ کی متبادل شکل سے نظر بچا رہا ہوں۔ تو ان شاء اللہ قیامت کے دن یہ شخص سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑا ہوگا اور مخلوق حیرت زدہ ہوجائے گی کہ یار یہ تو ملا مسکین تھا، اس کی تو جھونپڑی تھی، یہ کہاں سے سلطانِ بلخ کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔ تو اس نے ایسی خواہشات کا خون کیا ہے جو اس کے قلب میں سلطنتِ بلخ کے متبادل تھی۔ دیکھا آپ نے! یہ راستہ آپ شاید ہی کہیں پاؤ گے، یہ مضمون جو اختر بیان کررہا ہے اس زمانہ میں حسن اور عشق کے ایکسڈنٹ کے مضمون میں اللہ تعالیٰ مجھ سے تجدیدی کام لے رہا ہے، میرے اسٹوڈنٹ میرا شکریہ ادا کررہے ہیں۔ اب اسٹوڈنٹ کے معنی کیا ہیں؟ اچھا ہوا یاد آگیا حالانکہ غلطی سے نکل گیا مگر یہ غلطی بھی خوب ہے ؎

چلی نہ شوخی کچھ بادِ صبا کی
بگڑنے میں بھی زُلف اس کی بنا کی

تو اسٹوڈنٹ کے لئے استاد کی ذمہ داری ہے کہ پہلے اسے اسٹو کھلاؤ پھر ڈینٹ نکالو، آج کل لوگ کھلاتے پلاتے نہیں ہیں، بس ہر وقت لڑکوں کی پٹائی کررہے ہیں۔

تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت کی ترغیب

میرے شیخ شاہ عبد الغنی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیمِ قرآن کے لئے رحمٰن کیوں نازل فرمایا:

﴿اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○﴾

(سورۃ الرحمٰن آیت: ۱، ۲)

حالانکہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں ان میں سے اور کوئی نام کیوں نازل نہیں

فرمایا؟ اس لیے کہ قرآن کی تعلیم میں عموماً بچے ہوتے ہیں تو بچوں پر ظلم مت کرو، بچے معصوم ہوتے ہیں، پھر سب کا دماغ یکساں نہیں ہوتا، ایک لڑکا دور کوع جلدی یاد کرلیتا ہے اب دوسرے لڑکے سے کہنا کہ دیکھو اس نے اتنی جلدی میں دورکوع یاد کئے ہیں تم کیوں نہیں یاد کرتے؟ بھئی! اس کا دماغ بھی تو دیکھو کہ اس میں کیا صلاحیت ہے، اب پٹائی کررہے ہیں، استادوں کی پٹائی پر سخت پابندی عائد کرو، یہ آیت قیامت تک کے لئے بتاتی ہے کہ اے معلمو! تمہاری نسبتِ تعلیمی الرحمٰن کی صفت سے ہے لہٰذا معلمینِ قرآنِ پاک کو اس آیت سے سبق لینا چاہئے۔

تو آپ نے امامِ عادل کی تین شرحیں سن لیں۔ پہلی شرح کیا ہے؟ کسی سلطنت کا بادشاہ ہے۔ دوسری شرح ہے کہ ہر آدمی اپنے کارخانہ کا، اپنے گھر کا بھی امام ہے۔ اس لئے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں متقیوں کا امام بننے کا شوق مقصود نہیں ہے بلکہ اے خدا! آپ نے ہم کو اپنے گھر کا ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ تو بنایا ہے، میں اپنے خاندان کا بڑا ہوں، بیوی بچوں کا بڑا ہوں لیکن اگر یہ نافرمان رہیں گے تو میں اِمَامُ الْفَاسِقِیْن رہوں گا، آپ ان کو متقی بنادیجئے تاکہ میں اِمَامُ الْمُتَّقِیْن بن جاؤں کیونکہ امامت تو میری ہی مانی جائے گی۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے علوم دیکھو! اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ آیت رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ کا ترجمہ کیا ہے؟ اے خدا! ہماری بیویوں کو، ہمارے بچوں کو ہماری آنکھ کی ٹھنڈک بنادیجئے یعنی ان سب کو نیک بنادیجئے، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اور ہماری ان ذریّات، خاندان اور بیوی بچوں کو آپ متقین بنادیجئے، ہم ان کے امام تو ہیں مگر میرے بیوی بچے اگر بے نمازی رہیں گے تو ہم اِمَامُ الْفَاسِقِیْن رہیں گے لہٰذا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بیوی بچوں کو متقی بنادیجئے۔

فریادِ آہ ونالہ

تو امام عادل کی شرح سمجھ میں آگئی؟ مفت کی بادشاہت، ایک ایک عضو بچاؤ اور نظر بچاؤ پھر دیکھنا ان شاء اللہ قیامت کے دن حضرت سلطان ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھڑے ہوگے اور ہر صوبہ میں عدل قائم کرو، کسی عضو سے گناہ نہ کرو، اگر گناہ ہوجائے تو اتنا روؤ اتنا روؤ کہ فرشتے بھی تمہارے ساتھ رونے لگیں، فرشتے برداشت نہ کرسکیں کہ یہ کیسی مخلوق ہے جس کی چیخ وپکار اور آہ وفغاں سے ہمارے دل بھی پگھل گئے۔

چوں بگریم خلقہا گریاں شود
چوں بنالم چرخہا نالاں شود

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ میں اس دردِ دل سے روتا ہوں کہ ایک مخلوق میرے ساتھ رونے لگتی ہے اور میں آہ ونالہ کرتا ہوں تو آسمان نالہ کرنے پر مجبور ہوجاتا ہے، میرے آہ ونالوں کو آسمان بھی برداشت نہیں کرپاتا، وہ بھی میرے ساتھ آہ ونالہ کرتا ہے۔

ہر کجا بینی تو خوں برخاکہا
پس یقیں می داں کہ آں از چشم ما

اے دنیا والو! کہیں زمین پر خون پڑا ہوا دیکھنا تو یقین کرلینا کہ یہاں جلال الدین رومی ہی رویا ہوگا۔

کیفیاتِ احسانیہ سینوں سے منتقل ہوتی ہیں نہ کہ کتابوں سے

آہ! یہی دردِ دل تو سیکھنے کا ہے جسے کوئی کتابوں سے نہیں پاسکتا، کیفیاتِ احسانیہ کتابوں سے نہیں مل سکتیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ نبوت سے کیفیاتِ احسانیہ منتقل ہوتی آرہی ہیں، صحابہ کو پھر تابعین کو پھر تبع تابعین کو اور

پھر اولیاء اللہ کو، آپ کو مدارس سے اور کتابوں سے کمیاتِ علومِ شرعیہ تو مل سکتے ہیں مگر کیفیاتِ اعمالِ شریعت یعنی احسانی کیفیت، حضورِ قلب اہل اللہ کے سینوں سے پاؤ گے۔

حرام خواہشات کا خون کرنے والے کو معیتِ خاصہ نقد عطا ہوتی ہے

اور ایک بات کہتا ہوں کہ بعض وقت شیطان کہتا ہے کہ کالی گوری ننگی حسین لیلائیں تو سامنے ہیں اور جنت اُدھار ہے، تو اللہ تعالیٰ اُدھار کے مقابلہ میں ہمارا تقویٰ نقد لینا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب میرے قلب میں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ ظالمو! جنت تو ادھار ہے مگر تمہارا مولیٰ ادھار نہیں ہے، نظر بچاؤ اور اسی وقت میرے قرب کی لذت یعنی حلاوتِ ایمانی پاؤ، میں نے جنت تو ادھار رکھی مگر تمہارا مولیٰ ادھار نہیں ہے، نقد ہے، تم اپنی خوشیوں کا خون کرو اسی وقت میری جانب سے میری ذات کا خوں بہا لے لو۔ ہر خون کا خوں بہا ہوتا ہے کہ نہیں؟ آہ! اللہ کے وہ بندے جو حرام خوشیوں کا خون کرنے والے ہیں، خونِ تمنا کر کے اللہ کو خوش رکھتے ہیں ان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات خوں بہا میں ملتی ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾

(سورۃ الحدید، آیت:۴)

سے معیتِ عامہ تو سب کو حاصل ہے لیکن اہل اللہ کو اور جو خونِ تمنا پیتے ہیں اور اپنی خوشیوں کا خون کرتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معیتِ خاصہ عطا فرماتے ہیں۔

آیت لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کی شرح

عام مسلمانوں کا ایمان عقلی، استدلالی اور موروثی ہوتا ہے، لیکن یہ

اولیاء اللہ کا مقام ہے کہ اللہ اللہ کرنے کی برکت سے، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے کے صدقہ میں اور تقویٰ کی برکت سے ان کا ایمان ذوقی، حالی اور وجدانی ہوجاتا ہے:

﴿لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾

(سورۃ الفتح، آیت:۴)

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے تاکہ ان کا ایمان زیادہ ہوجائے یعنی ایمانِ عقلی، استدلالی اور موروثی ایمانِ ذوقیہ، حالیہ اور وجدانیہ سے تبدیل ہوجائے۔ یہ چیز وہ ہے جو الفاظ سے سمجھ میں نہیں آسکتی، یہ چیز وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے کے صدقہ میں دل کو عطا کرتا ہے۔

مولیٰ کی نسبت عاشقِ مولیٰ سے ملتی ہے

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ ایسی ہی تھوڑی سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں سر پر رکھ کر دِلّی کی سڑکوں پر پھرتے تھے جبکہ ان کو اتنی عزت حاصل تھی کہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ جب دِلّی کی سڑکوں سے گذرتے تھے تو سارے تاجر کھڑے ہوجاتے تھے کہ شاہ ولی اللہ کا پوتا جارہا ہے اور فرمایا جو عزت مغل خاندان کے سلاطین کی اولاد کی تھی کہ دِلّی کے بازار میں تاجر کھڑے ہوجاتے تھے، اتنی ہی عزت شاہ ولی اللہ کی اولاد کی بھی تھی۔ تو اس کے باوجود مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ سید احمد شہید کا جوتا سر پر رکھ کر دِلّی کی سڑکوں پر ننگے پیران کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے، آدمی کچھ پاتا ہے تبھی گاتا ہے، مفت میں تھوڑی شیخ کی گدائی کرتا ہے، کچھ ملتا ہے تب اس کے قدموں میں گرتا ہے اور اس کے دروازہ پر جاکے ڈیرہ ڈال دیتا ہے، خیمہ لگاتا ہے کہ جتنے دنوں تک آپ ہیں ہم

آپ کے ساتھ رہیں گے مگر ہم کو اللہ تعالیٰ سے نسبت کرا دیجئے، یہ نسبت وہی ہے جس کے لئے کہتے ہیں کہ اس کی نسبت ہوگئی، تو جس طرح بیوی سے نسبت ہوتی ہے، اسی طرح مولیٰ سے نسبت ہوتی ہے، ایک لیلیٰ کی نسبت ہے، ایک مولیٰ کی نسبت ہے، مولیٰ کی نسبت تو عاشقِ مولیٰ سے ملتی ہے اور لیلیٰ کیا ہے، مرنے سڑنے والی چیزیں، اس قابل نہیں ہیں کہ ان پر اپنی لذت کی بنیاد رکھیے، اپنا سہارا مولیٰ کو رکھو جو ہمیشہ رہے گا۔ اب سہارے پر ایک علمی نقطہ بتاتا ہوں۔

لذتِ تکرارِ اسمِ ذات

دیکھئے ابخاری شریف کی پہلی حدیث ہے:

((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ...... فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللہِ وَرَسُوْلِہٖ))

(صحیح البخاری، فی باب کَیْفَ کَانَ بَدْءُ الْوَحی، ج:۱، ص:۲)

کیا فَھِجْرَتُہٗ اِلَیْھِمَا کے اتنے قریب مرجع سے ضمیر نہیں لائی جاسکتی تھی؟ لیکن جانِ نبوت نے ضمیر پر اکتفا نہیں کیا، جانِ پاکِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ضمائر پر اکتفاء نہیں کیا پھر دوبارہ اللہ اور رسول کا نام لے کر دنیا کو بتادیا کہ جانِ نبوت جو ہے یہ زاہدِ خشک نہیں ہے بلکہ جانِ عاشق ہے اِسْتِلْذَاذًا بِتَکْرِیْرِ اسْمِھِمَا، محدثین لکھتے ہیں کہ آپ نے اللہ اور رسول کے نام سے لذت لی لیکن جب ضمیر راجع کی عورت اور دنیا کی طرف وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَوْ اِلَی امْرَأَۃٍ یَّنْکِحُھَا فرمایا فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ یہاں دنیا اور عورت کا نام دوبارہ نہیں لیا، معلوم ہوا کہ دنیا اور عورت کے تکرارِ اسم کو لذت کا سہارا مت بناؤ، عورت آج ہے کل مرسکتی ہے، تجارت آج ہے کل ختم ہوسکتی ہے، موٹر آج ہے کل ایکسیڈنٹ ہوسکتا ہے، کالے بال آج ہیں کل سفید ہوسکتے ہیں، آنکھیں آج

رسیلی ہیں کل کو آنکھ سے نظر نہیں آتا، پونے گیارہ نمبر کا چشمہ لگا ہے، آنکھ میں پانی اُترا ہوا ہے، کان آج ہے کل بہرا ہوسکتا ہے، آنکھیں آج ہیں کل اندھی ہوسکتی ہیں، ہونٹوں کی سرخی غائب ہوسکتی ہے، ناک آج ہے کل قوتِ شامہ مفلوج ہوسکتی ہے، سارے عالم میں دریائے فنا بہہ رہا ہے، کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کو آپ اپنا سہارا بناؤ سوائے اللہ کے اور اللہ نے اعلان کردیا ہے کہ اگر تم مجھ کو سہارا بناؤ گے تو مجھ کو کافی پاؤ گے:

﴿اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ﴾

(سورۃ الزمر، آیت:۳٦)

اے کافی پینے والو! ذرا یہ کافی بھی سن لو اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ ؎

کوئی جیتا کوئی مرتا ہی رہا
عشق اپنا کام کرتا ہی رہا

مولیٰ کا راستہ خسارہ کا ہے ہی نہیں اور آدمی مست رہتا ہے، دنیا میں جہاں تک دیکھو گے، کوئی کتنا ہی محبوب ہو، ہر محبوب کا فراق لازم ہے، دن بھر جس کو چاہو دیکھو مگر رات کو تو اکیلے ہی سو گے، یہ دنیا ساری خواب ہے۔

خوابِ حسرت

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ بادشاہ کی لڑکی سے میری شادی ہو رہی ہے اور وہ خود جمعدار تھا، سڑکوں پر جھاڑو لگاتا تھا، رات بھر اس کو خواب میں بین باجے سنائی دیئے اور زبردست مزہ آیا لیکن صبح جب آنکھ کھلی تو چارپائی پر بھی نہیں تھا نیچے پڑا ہوا تھا، تو یہ دنیا خواب ہے، کس کو سہارا بناتے ہو، دنیا کو سہارا بنانے والا انٹرنیشنل بے وقوف ہے اور واللہ اختر کہتا ہے کہ جو اپنے مولیٰ پر

مرے ان کی زندگی بھی مزے دار ہے اور ان کا مرنا بھی مزے دار ہو گیا، جب آخر وقت آیا تو ان کو پتہ چل گیا کہ میرا اللہ مجھے بلا رہا ہے، تو کلمہ پڑھ کر یہ شعر پڑھتے ہیں۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم

مبارک ہے یہ دن کہ میں اپنے مولیٰ کے پاس جا رہا ہوں کیونکہ مولیٰ کو خوش کیا ہوا ہے، لیلاؤں سے بچے ہوئے ہیں، ان کو مرنے میں بھی مزہ آتا ہے اور جو لیلاؤں پر مرتے ہیں ان کا جینا بھی موت اور مرنا بھی موت اور ہر وقت عذاب میں رہتے ہیں۔ مرتے وقت بھی ان کو فکر ہوتی ہے کہ اگر اللہ نے پوچھا کہ زندگی کہاں فدا کی تو کس منہ سے کہوں گا کہ لڑکوں کو اور لڑکیوں کو دیکھا کرتا تھا، امردوں پر مر رہا تھا۔

عاشقِ مولیٰ کبھی پاگل نہیں ہوتا

اور مولیٰ والا دنیا میں بھی چین سے رہتا ہے اور اس کے قلب میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی شانِ محبوبیت کی صفات کا ظہور ہوتا رہتا ہے، اپنے مولیٰ کی یاد میں مست رہتا ہے اور مولیٰ سے کبھی فراق نہیں ہے، اس لئے عاشق مولیٰ کبھی غمِ فراق سے پاگل نہیں ہوتا۔ بتاؤ! اللہ ہر جگہ ہر وقت موجود ہے یا نہیں؟ کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں مولیٰ نہ ہو، ہم اپنی نالائقی سے خود دور ہو جائیں تو اور بات ہے۔ اور لیلاؤں کو کہاں تک اپنے ساتھ رکھو گے، ان سے کبھی فراق ہو گا یا نہیں؟ مان لو کہ آپ نے اسے ماں باپ کے یہاں جانے سے بھی روک لیا یا ایسی لیلیٰ سے شادی کی جس کے ماں باپ ہیں ہی نہیں، بھائی وغیرہ سب مر گئے، آپ بڑے خوش ہوئے کہ یہ تو ہمیشہ میرے ساتھ رہے گی اور کبھی میکے بھی نہیں جائے گی، اس کا میکہ ہے ہی نہیں، مگر لیٹرین تو جائے گی یا نہیں؟ یا اس کا

ایکسپوٹ بھی روک لوگے؟ تو اتنی دیر تک تو غمِ فراق اٹھاؤ گے یا وہاں بھی لیٹرین کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے بو سونگھتے رہو گے، آوازیں سنتے رہو گے ؎

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

میرے دوست کی یہ آوازیں کیسی پیاری ہیں۔

راہِ سلوک

دوستو! اسی لیے کہتا ہوں کہ کوئی چیز دل دینے کے قابل نہیں۔ دیکھو! میں لا الٰہ کا یہ ترجمہ کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی شخص محبت کے قابل نہیں ہے، الا اللہ، اللہ نے سلوک کا راستہ بتا دیا کہ غیر اللہ سے جان چھڑاتے رہو اور ہم سے دل و جان کو چپکاتے رہو، یہی سلوک ہے مگر طریقہ کیا ہوگا؟ محمد رسول اللہ یعنی سنت کا طریقہ ہو، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر کچھ دن تو ذرا اس خانقاہ میں اِنْ (In) ہو کر دیکھو، ساری زندگی پِن پِن کرتے رہے لیکن جب کچھ دن کے لئے خانقاہ میں اِنْ (In) ہو جاؤ گے پھر دیکھو کہ مولیٰ کی کیا شان ہے اور آپ کا سجدہ اور آپ کی تقریر اور آپ کا منبر کس قدر تیزی سے ترقی یافتہ ہوتا ہے، سارے عالم میں غلغلہ مچادو گے۔ اللہ والوں کی غلامی یہ معمولی نعمت نہیں ہے، یہ بات سمجھ میں نہیں آتی جب تک آدمی کچھ پا تا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت کو کوئی بیان نہیں کر سکتا

جیسے ایک لڑکی نے دوسری لڑکی سے پوچھا کہ بہن! سنا ہے آپ کی شادی ہو گئی۔ اس نے کہا ہاں! ہو تو گئی۔ تو اس نے کہا کچھ مزہ ہمیں بھی تو بتاؤ کہ شادی کے بعد کیا ملتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ بتانے کی بات نہیں ہے، جب تیرا بیاہ ہو جائے گا تب تجھے خود ہی مزہ معلوم ہو جائے گا۔ جب لیلیٰ کی ملاقات اور لذتِ وصال کو الفاظ سے تعبیر نہیں کر سکتے تو جو خالقِ لیلائے کائنات ہے،

جو مولائے کائنات ہے اور خلاّقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہے اس کی لذت کو کوئی عارف باللہ کیسے کما حقہ بیان کرسکتا ہے، اس لذت کو کوئی ولی اللہ بیان نہیں کرسکتا، بس کوشش کرو کہ کسی اللہ والے کے ساتھ رہ کر مولیٰ کو اپنے دل میں لے لو، جب اس کی تجلیاتِ صفاتیہ کا ظہور ہونے لگے گا اور آپ کا قلب مظہرِ صفاتِ الٰہیہ بن جائے گا، پھر دیکھو کہ دل میں کیا مستیاں رہتی ہیں، پھر سارے عالم کی لیلاؤں کو بھول جاؤ گے اور ان کا گراؤنڈ فلور تمہیں بغیر ایکسرے کے نظر آنے لگے گا کہ ان کی انتڑیوں میں کس قدر پاخانہ بھرا ہوا ہے، کتنی گندی ہوا بھری ہوئی ہے، لیکن بیویوں سے محبت کرو، ان کے گراؤنڈ فلور سے نفرت نہ کرو اور جب عمر زیادہ ہوجائے تو اور زیادہ رحم اور پیار کرو تاکہ اللہ زیادہ خوش ہوجائے کہ میری بندی جب جوان تھی اور یہ طبیعت کا غلام تھا، یہ طبیعت سے محبت کرتا تھا، اب محبت کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی لیکن مجھے دیکھتا ہے کہ میرے اللہ کی بندی ہے بس اس کو خوش رکھو، اللہ کو خوش کرو، یہ اللہ کا باوفا بندہ ہے، تو اللہ کا باوفا رہنا بھی امامِ عادل ہے جو بِجَمِیۡعِ اَعۡضَائِہٖ گناہ سے بچتا ہے وہ بِجَمِیۡعِ اَعۡضَائِہٖ اللہ کا وفادار ہے، ہر عارف باللہ ہر ولی اللہ جو باوفا ہے یعنی اپنے دل کو توڑ دیتا ہے مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑتا، وہ اپنے جسم کی سلطنت پر امامِ عادل ہے۔

فریادِ دردِ دل

مجھے اتنا غم اور صدمہ ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی راہ سے حرام خوشی درآمد کرتا ہے، خدا کے قانون:

﴿یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

کو توڑ کر کتے اور گدھے کی طرح دیکھتا ہے، تو مجھے اتنا غم ہوتا ہے جس کی میں تعبیر

نہیں کرسکتا کہ جس کا کھاتے ہو اسی کو ناراض کرتے ہو، ابھی خدا دس دن کھانا نہ دے تو نظر میں روشنی رہے گی؟ پھر اُدھر دیکھ سکو گے؟ بھوکوں مروگے، تڑپو گے کہ روٹی لاؤ، اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو انسان بنایا ہے گدھا اور کتا تو نہیں بنایا، لہٰذا سڑکوں پر بھی مسلمان رہو، مسلمان ایسی چیز نہیں ہے کہ مسجد میں تو بہت رو رہے ہیں اور جب سڑکوں پر گئے تو نہ خدا یاد رہا نہ اور کچھ، غرض جتنا ملتزم پر روتے ہو، کعبہ کے اندر روتے ہو ویسا ہی ایمان سارے عالم میں ہونا چاہئے کیونکہ کعبہ تو دور ہے مگر کعبہ والا تو تمہارے پاس ہے، وہ تو ساتھ ہے، پھر کیسے اس کی نافرمانی کرتے ہو؟ بیشک کعبہ اللہ کا گھر ہے مگر گھر والا تو تمہارے ساتھ ہے، تم کو ہر وقت دیکھ رہا ہے، جو کعبہ والے کو جنوبی افریقہ اور انڈینیشیاء میں راضی رکھتا ہے تو وہ کعبہ والا بھی ہے اور اس کے پاس کعبہ بھی ہے، جب اللہ اُس کے ساتھ ہے تو گھر بھی اس کے ساتھ ہے، جو اپنے مالک کو ہر سانس راضی اور خوش رکھتا ہے بیت اللہ اس کے ساتھ رہتا ہے، جو ایک سانس بھی حرام لذت سے توبہ کرے اور جان کی بازی لگائے رکھے وہ گویا ہر وقت اللہ پر جان فدا کر رہا ہے اور جو سنت پر چلتا ہے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لئے ہوئے ہے، جب نبی خوش ہے تو روضۂ مبارک بھی اس کے ساتھ ہے، اور جو مدینہ میں رہ کر گناہ کر رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر حضور کو ناخوش کر رہا ہے، کعبہ میں رہ کر کعبہ والے کو ناراض کر رہا ہے، جو طواف کرنے والی لڑکیوں کو اُلو کی طرح دیکھ رہا ہے، ہے تو اللہ کے گھر میں مگر مجرم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے خوش نہیں ہیں، اس سے وہ بندے بہتر ہیں جو اللہ کو راضی کئے ہوئے ہیں اگرچہ اُس کے گھر سے دور ہیں مگر گھر والے سے قریب ہیں۔

بولو بھئی! آپ لوگوں کو میرے دردِ دل کی بات سمجھ میں آرہی ہے، بس

زندگی کے ہر لمحۂ حیات میں اللہ پر جان دینا، ہر سانس میں اللہ پر جان فدا رکھنا، ایک سانس بھی اللہ کو ناخوش نہ کرنا، اگر کبھی بشریت کی بناء پر صدورِ خطا ہو تو رو رو کے سجدہ گاہ کو تر کردو، اللہ سے توبہ کرو اور اتنا رو کہ فرشتوں میں بھی ہل چل مچ جائے کہ بھئی! کوئی بلا کا ظالم ہے، اس کے رونے سے تو ہمارے کلیجے پھٹے جارہے ہیں۔

بخاری شریف میں بیان کردہ سات میں سے چھ قسمیں باقی ہیں۔ ابھی تو امامِ عادل کی شرح ہوئی ہے۔کل چھ قسمیں پوری کردوں گا ان شاء اللہ۔ بس دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو بِجَمِیْعِ اَعْضَائِہٖ ہر صوبہ میں، جسم کے ہر عضو میں، آنکھ میں، ناک میں، کان میں، سر سے پاؤں تک اے خدا! ہم سب کو اپنا باوفا بنا دے، بے وفائی کی نحوست اور لعنت سے نجات عطا فرما، ہم کب تک آپ کے بے وفا رہیں گے، ایک دن موت آجائے گی، پھر کیا کریں گے، جن پر ہم مر رہے ہیں یہ ہمارے کسی بھی کام نہیں آئیں گے، اتنی حماقت اور اُلّو پنے سے اے خدا! ہم کو نجات عطا فرما، گدھوں کی زندگی سے ہم کو نجات نصیب فرما، ایسا ایمان ویقین عطا فرما کہ ہم سر سے پیر تک آپ کے بن جائیں اور کسی عضو سے بے وفائی اور خلافِ عدل کوئی حرکت نہ ہو، اللہ تعالیٰ مجھ کو، میری اولاد کو، میرے احباب، حاضرین وغائبین سب کو عمل کی توفیق دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

ملفوظات بعد وعظ

مراقبہ حسنِ فانی عشقِ مجازی سے بچانے کے لیے ہوتا ہیں

بتایئے! امام عادل کی شرح میں پورا دین آ گیا یا نہیں؟ بدنظری، گانا بجانا، تمام گناہوں سے بچنا غرض سارا دین آ گیا۔ بزرگوں کی جوتیاں اُٹھانے سے یہ علوم عطا ہوتے ہیں اور میں نے دین کو لذت کے ساتھ پیش کیا ہے، میں نے دین کو خشک نہیں پیش کیا ہے، محبتِ مولیٰ کو اس طرح سکھانے کی اللہ تعالیٰ توفیق دے رہا ہے کہ ساری دنیا کی لیلائیں نگاہوں سے گر جائیں اور ان کا سب گراؤنڈ فلور سامنے آ جائے لیکن بیویاں مستثنیٰ ہیں، بار بار یہی کہتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جا کر بیوی سے کہا کہ تیرے تو گراؤنڈ فلور میں گُو مُوت بھرا ہے، بیویوں سے تو سر سے پاؤں تک محبت کرو کیونکہ اللہ نے ان کو ہمارے لیے حلال کیا ہے، یہ ساری تقریر تو حرام سے بچانے کے لئے کرتا ہوں کہ ہم لوگ حرام سے بچیں اور بوڑھوں سے بھی کہہ رہا ہوں کہ بوڑھی بیویوں کو ریجکٹ (Reject) مت کرو اور ریٹائر (Retire) مت کرو، جتنا ہو سکے انہیں اچھی غذا کھلاؤ، اچھا لباس پہناؤ اور پھر کہو اے میری گڑیا! شکر کی پڑیا، واہ رے میری بڑھیا! لیکن بڑھیا نہ کہو کیونکہ بعض خواتین کی شکایت آئی ہے کہ آپ ہم کو بڑھیا نہ کہا کرو، ہم کو اس لفظ سے مناسبت نہیں ہے۔ تو میں نے کہا اچھا نہیں کہیں گے بھئی! جس سے آپ خوش رہیں وہی کہیں گے، لیکن مولیٰ پر مرنا سیکھ لو، واللہ! اختر پھر دردِ دل سے قسم کھا کر کہتا ہے اور میں مسافر ہوں، مسلمان ہوں اور آپ لوگوں میں سے بہتوں کا پیر بھی ہوں، میری قسم کو کچھ تو وقعت دو، واللہ کہتا ہوں کہ اللہ کے نام میں اتنی لذت ہے کہ لذتِ دو جہاں ہے۔

مجھ کو تمہارے نام سے لذتِ دوجہاں ملی
لذتِ دوجہاں ملی مجھ کو تمہارے نام سے

ذلتِ عشقِ مجازی

کہاں مرتے ہو ایسی گندی جگہ پر، ساری زندگی دیکھتا رہا ہوں کہ جو غیر اللہ پر مر رہے ہیں واللہ وہ مولیٰ سے بھی محروم ہیں اور لیلیٰ سے بھی محروم ہیں اور مفت میں زندگی ضائع ہو رہی ہے اور جنہوں نے بہت زیادہ جرأت کی، شرم وحیا کا پردہ پھاڑ دیا ان پر سینڈلوں کی بارش ہوئی، آنکھوں دیکھی بتا رہا ہوں اپنے گلشن اقبال کے ادارہ کے سامنے ایک اخبار فروش نے ایک لڑکی کو چھیڑ دیا، اس لڑکی کا پورا خاندان وہیں رہتا تھا، میرے سامنے اس کے بال پکڑ کے اتنے جوتے چپلیں ہر آدمی مار رہا تھا کہ کیا کہیں۔ بتائیے! کیا دیا لیلیٰ نے؟ چپل دی، جوتا دیا سناڈل دیئے، سینڈل کی جمع سناڈل آتی ہے اور ہینڈل کی جمع ہناڈل۔

روحِ تصوف اپنے مولیٰ پر فدا ہونا ہے

سارے عالم میں بس میری یہی آہ ہے، اختر سارے عالم میں یہی آہ وفغاں لے کر پھر رہا ہے کہ مولیٰ پر مر جاؤ، لیلاؤں سے کچھ نہ پاؤ گے، اگر کوئی مرض ہو جائے گا تو کوئی لیلیٰ بلکہ کوئی کام نہیں آئے گا بلکہ دولاتیں اور ماریں گے، اگر معشوقوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے عاشق صاحب آج کل ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہیں تو وہ آپس میں تذکرے کرتے ہیں کہ یہ بہت خبیث آدمی ہے، ہم کو بری نظر سے دیکھتا تھا۔ تو اس پر گناہ کا یہ عذاب آیا، اور کوئی ہسپتال آکر تم کو رین (Ren) بھی ہدیہ نہیں دے گا بلکہ اگر وہ بہت ہی زیادہ قوی ہے تو اِلْیَتَیْن پر دولاتیں بھی مارے گا، حروف کے لحاظ سے لات کو اِلْیَتَیْن سے کافی مناسبت

ہے۔بس جانِ تصوف پیش کررہا ہوں کہ مالک پر مرنا سیکھو۔اور مرنا کیسے ہو؟ ہر بری خواہش کو چھوڑ دو بس آپ مالک پر مر گئے اور جینا کیسے ہے؟ ہر نیکی پر عمل کرلو۔نیک اعمال پرعمل کرنا جینا ہے اور برے اعمال سے اپنے کو بچانا اور غم اٹھانا یہ اللہ پر مرنا ہے۔کسی نے میرا مزاج پوچھا کہ کیسا مزاج ہے؟ تو میں نے جواب دیا کہ مرمر کے جی رہا ہوں اور جی جی کے مر رہا ہوں، جیتا اس لئے ہوں تا کہ مرتا رہوں اور مرتا کس لئے ہوں؟ زندگی لینے کے لئے۔ جو اللہ پر مرتا ہے اس کو نئی حیات عطا ہوتی ہے اور حیات کس لئے مانگتا ہوں، آپ پر مرنے کے لئے ؎

گشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

جو اللہ پر فدا ہوتا رہتا ہے، اپنی حرام خوشیوں کو پامال کرتا ہے، اللہ اس کو ہر وقت عالمِ غیب سے نئی نئی جانیں دیتا رہتا ہے۔اب ایک دعا پھر کرلو کہ اے خدا! میری آہ وفغاں کو میرے دل میں اور میرے دوستوں کے دل میں داخل کردے ؎

ہم بلاتے تو ہیں ان کو مگر اے ربِّ کریم
اُن پہ بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

اللہ تعالیٰ ہم کو زبردستی اپنا بنالے، مجبورِ محبت کردے، اپنے جذب سے اپنا بنالے۔

حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شعر پڑھتے تھے ؎

وصل کا دن اور اتنا مختصر
دن گنے جاتے تھے اِس دن کے لئے

اب وصل کی گھڑیاں ختم ہورہی ہیں، اس گھڑی کے لئے تو کتنی گھڑیاں گنی گئیں، اس دن کے لئے دن گنے جاتے تھے اور یہ دن خود کتنا مختصر تھا۔بس دوستو! اللہ ہم سب کو قبول فرمائے اور ہمارے گھر والوں کو، دوست احباب، غائبین و

حاضرین اور میری ذُرّیات کو اپنا بنالے، ہم اپنی نالائقی سے آپ کے نہ بھی بننا چاہیں تب بھی اے خدا! ہم کو جذب کر لے، اپنا فضل فرما کر ہم سب کو اپنا بنالے، ہم سب کو اپنے اولیاء کی حیات عطا فرما دے، ہم ایک لمحہ بھی آپ کو ناراض نہ کریں، آپ سے دور نہ ہوں، گناہوں کی خباثت اور لعنت سے اے خدا! ہم سب کو نجات عطا فرما دے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بے باکی کی تلافی بُکا سے کرو

(ایک صاحب دورانِ مجلس نوافل میں مشغول تھے، حضرتِ والا دامت برکاتہم العالیہ نے فرمایا۔ جامع)

اب کوئی نفل نہ پڑھو، اس وقت دو سنتِ مؤکدہ اور وتر پڑھ کر بیٹھ جاؤ، جہاں یقین نہ ہو، احتمال ہی ہو، تو امیدوں پر بھی بہت کام کیا جاتا ہے ؎

یک چشم زدن غافل از آں شاہ نہ باشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نہ باشی

آنکھ کے پلک جھپکانے بھر بھی اللہ سے غافل نہ رہو، ہوسکتا ہے کہ جس وقت ہم غافل ہوں اسی وقت اللہ کی ہم پر نگاہ پڑی ہو اور ہم غافل ہوں، ہم کہیں اور دیکھ رہے ہوں، مالک نگاہِ کرم سے ہم کو دیکھ رہا ہو اور ہم بے غیرتوں کی طرح کہیں غلط نامناسب جگہ دیکھ رہے ہوں۔ اس لئے میں زیادہ تر زور یہی دے رہا ہوں کہ دشمن کے جتنے راستے ہیں ان میں سب سے خطرناک راستہ آنکھیں ہیں، آنکھیں دشمن کے اِنَ ہونے کے لئے دل کا گیٹ پاس ہیں، اس لئے آنکھ کو بچاؤ، اگر دل بچانا ہے تو آنکھ کو بچاؤ، لیلاؤں پر زندگی کو ضائع مت کرو اور اب

تک جتنی کر چکے ہو اس سے توبہ کرو، جو زمانہ گذر گیا لیلاؤں کے ساتھ نظر بازی میں یا غیر اللہ سے دل لگانے میں اس زندگی کو ضائع سمجھو اور صرف ضائع نہیں مجرمانہ سمجھو لہٰذا مجرمانہ زندگی کا علاج مستغفرانہ ہے، تائبانہ ہے، نادمانہ ہے، بے باکی کی ہے تو روؤ، اللہ سے بے خوفی کی ہے لہٰذا اب اس کا علاج ہے کہ روؤ کیونکہ آپ نے حرام لذت ٹھونسی ہے، اب اشک بار آنکھوں سے اس کی تلافی کرو۔ صاحبِ قصیدہ بردہ نے لکھا ہے کہ دریا کا دریا سر پر ڈال لو پاک نہیں ہوسکتے، بدنظری کا گناہ معاف نہیں ہوسکتا، البتہ ایک قطرہ آنسو نکال لو تو امیدِ مغفرت ہے۔

تو آج میں نے یہ مضمون بیان کیا تھا پھر موقع ملے نہ ملے کہ اپنی نظر کو بھی بچاؤ، جسم کو بھی بچاؤ اور دل کو بھی بچاؤ، نہ آنکھ سے دیکھو نہ دل میں ان کا خیال لاؤ اور نہ جسم کو ان سے قریب رکھو، چاہے روٹی کم ملے، فاقہ سہہ لو۔ حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے پیٹ پر پتھر باندھے لیکن اللہ کو ناراض نہیں کیا۔ اس لئے اپنی آنکھ کو، دل کو اور جسم کو نامحرم عورتوں سے اور لڑکوں سے دور رکھو۔

اپنے بچوں کو کسی کے حوالے مت کرو

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک جملہ پڑھا کہ اپنے بے ریش بچوں کو اپنے دوستوں کے حوالہ مت کرو کہ جہاں چاہے لے جا رہے ہیں، سمندر کے کنارے تفریح کروا رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اتنی شرم آتی ہے جیسے کوئی اپنی جوان بیٹی کو کسی دوست کے حوالہ کردے، اتنی ہی شرم اور غیرت آتی ہے کہ وہ لڑکے جن کی ابھی ڈاڑھی مونچھ نہیں آئی ان کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ کردیتے ہیں، اپنے بچوں کو خود بچاؤ، غیروں کے حوالے مت کرو، کسی کے نفس پر

اعتماد مت کرو، اپنے نفس پر اعتبار کرنے والا بھی بے وقوف ہے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگماں رہنا

ماسیوں کے ساتھ خلوت سے سخت احتیاط کرو

ایسے ہی جو لوگ ماسیاں رکھتے ہیں تو جب تک آپ کی بیوی گھر میں ہے ان ماسیوں کو آنے دو مگر جس دن دیکھو کہ بیویاں کہیں چلی گئی ہیں، بال بچے کہیں چلے گئے ہیں، بچے اپنے نانا یا ماموں کے یہاں یا بیوی اپنے ابا کے یہاں چلی گئی ہے تو خالی گھر میں ماسی کو مت داخل ہونے دو، اپنے نفس پر بھی بھروسہ مت کرو، یہ بھی مت سوچو کہ یہ بوڑھی ہے، یہ بھی مت سوچو کہ ان کے اندر نمک نہیں ہے، ایسی کالی کلوٹی اور خراب شکل والی سے ہم مبتلا نہیں ہوں گے۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ ننگے تار کو مت پکڑو چاہے ابھی اس میں کرنٹ نہیں ہے، اچانک پاور ہاؤس سے کرنٹ آ گیا تب کیا کرو گے؟ مر جاؤ گے۔ تو جہاں خواہشِ نفس یا شہوت اور میلان نہیں ہے، ان عورتوں سے اور لڑکوں سے بھی بچو کیونکہ ابھی میلان نہیں ہے لیکن کرنٹ آتے دیر نہیں لگتی، جیسے ننگا تار ہے، مت پکڑو، پاور ہاؤس سے اگر کرنٹ آ گیا تب کیا کرو گے، چپک ہو جاؤ گے، ختم ہو جاؤ گے اور یہ بھی بتا دیا کہ جہاں نمک کم ہو وہاں اور زیادہ بچو۔ شیخ بو علی سینا نے لکھا ہے کہ ہلکی حرارت سے زیادہ ڈرو کیونکہ ہلکی حرارت والا آدمی غفلت سے علاج نہیں کراتا اور پھر وہی بخار ہڈیوں میں گھس کر تپ دق اور ٹی بی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا لڑکوں یا لڑکیوں سے کسی صورت میں قریب نہ رہو اور ان سے شیخ کی ٹانگیں بھی نہ دبواؤ، یہ نہ سوچو کہ برکت ملے گی، ہمارے بچوں کو برکت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ملے گی اور رحمت تقویٰ سے نازل ہوتی ہے۔

خلقِ خدا پر شفقت کی حدود

بعض لوگوں نے کہا کہ میں لڑکوں کونہیں دیکھتا تو ان لڑکوں کو شکایت ہوتی ہے کہ استاد آج کل مجھ کو نگاہِ شفقت سے محروم رکھتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کو داہنے بائیں بٹھاؤ اور ان کو دیکھو مت اور ان سے کہہ بھی دو کہ ہم اللہ کے خوف سے نظر نہیں ڈالتے، اس سے تم کو اللہ کی رحمت بھی ملے گی اور تمہاری تعلیم میں برکت بھی ہوگی اور اگر ہم لعنت کی نظر ڈالیں گے تو چہرہ لعنتی ہوگا اور لعنت کا ترجمہ ہے اَلْبُعْدُ عَنِ الرَّحْمَۃِ اللہ کی رحمت سے دوری۔ تو میں اللہ کی رحمت سے دور ہو جاؤں گا۔ تو جب استاد ہی کے پلّے کچھ نہیں ہوگا تو تم کو مجھ سے کیا ملے گا؟

مُدَارَاتُ الْخَلْقِ مَعَ مُرَاعَاتِ الْحَقِّ خلق پر اتنی ہی شفقت کرو جس سے کہ اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوں، پھر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جب وہ بچے بڑے ہوتے ہیں تو وہ بھی احتیاط کرتے ہیں کہ ہمارے بزرگ، ہمارے باپ کے شیخ ہم سے احتیاط کرتے تھے، ہمیں بھی بچنا چاہئے۔ تو یہ آج کل ماسیوں کا جو سسٹم ہے کہ ماسی گھر میں کیاری صاف کر رہی ہے، جھاڑو لگا رہی ہے، پونچا کر رہی ہے تو جن دنوں میں ہمارا گھر خالی ہو، ہمارے بیوی بچے گھر میں نہ ہوں ان کو گھر میں مت آنے دو کیونکہ خلوت کا قوی امکان ہے اگرچہ آپ باہر بیٹھے ہوئے ہوں لیکن جس اختیار سے آپ گیٹ آؤٹ ہیں، اسی اختیار سے آپ اِن (In) بھی ہو سکتے ہیں، جو اختیار آپ کو باہر بٹھائے ہوئے ہے وہی اختیار آپ کو اندر بھی کر سکتا ہے لہٰذا کپڑے خود دھولو، پیالی خود صاف کرلو، جسم پر تکلیف اُٹھالو لیکن اللہ تعالیٰ کو ناراض نہ کرو، زیادہ سے زیادہ آپ کو جھاڑو لگانی پڑے گی، ورنہ گندا ہی رہنے دو، دل تو صاف رہے گا۔ ہم کہتے ہیں تین دن بغیر صفائی کے ایسے ہی چلنے دو دل کی صفائی زیادہ مقدم ہے، یہ کیا کہ گھر کو تو چکنا کر دیا، صفائی

ہوگئی پونچے لگوادیئے لیکن اس دوران دل میں کتنے گندے وسوسے آگئے اور یہ بھی بتادوں کہ عمر کی زیادتی گناہ سے مانع نہیں ہے، بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ مجھے فلاں کی طرف کوئی خاص خیال نہیں ہے، لیکن بعد میں انہی سے گناہ سرزد ہوا، لہٰذا خاص خیال سے بھی بچو، عام خیال سے بھی بچو، جو کہتے ہیں کہ کوئی خاص تقاضا، کوئی خاص خیال نہیں ہوتا تب بھی احتیاط کرو، جو بزرگوں کا راستہ ہے وہی اختیار کرو۔

محارم سے احتیاط

میرے شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے، اس وقت بیٹی گھر میں اکیلی تھی، تو حضرت عمر بیٹھے نہیں تیزی سے باہر چلے گئے۔ میرے شیخ نے بھی ہمیشہ اپنی بیٹیوں سے نگاہ نہیں ملائی، بالغ ہونے کے بعد ان سے نظر نیچی کر کے بات کرتے تھے، احتیاط کرنا کوئی جرم ہے؟ احتیاط میں تو ہر صورت میں فائدہ ہے، احتیاط ہر صورت سے مفید ہے، اَلْمُتَّقِي مَنْ يَتَّقِي الشُّبُهَاتِ جہاں شبہ بھی ہو وہاں بھی مت ٹھہرو۔ اس لئے اس مسئلے کو بھی پھیلاؤ، جتنے مولوی صوفی ہیں اپنے گھروں میں ماسیوں کو اس زمانہ میں نہ آنے دو جب بیوی بچے اپنے ماں باپ کے یہاں یا کہیں بھی گئے ہوئے ہوں، خالی گھر میں ان کو مت بلاؤ، اجنبیہ عورت اور اَمرَد حسین کے ساتھ خلوت حرام ہے۔

حکیم الامت تھانویؒ کی امارد سے احتیاط

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے بھتیجے مولوی شبیر علی (مہتمم خانقاہ تھانہ بھون، رحمۃ اللہ علیہ) نے میرے پاس بے ڈاڑھی مونچھ کا ایک لڑکا بھیجا تو میں فوراً نیچے اُتر آیا اور میں نے کہا کہ میرے حجرہ میں اکیلے میں

ان لڑکوں کو مت بھیجا کرو جن کی ڈاڑھی مونچھ نہیں ہے۔

میں اس زمانہ میں ایک تحقیق پیش کرتا ہوں کہ ہلکی ہلکی ڈاڑھی بھی کافی نہیں ہے اور دوسو برس پہلے صاحبِ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لکھ دیا کہ:

((فَاِنَّ بَعْضَ الْفُسَقَآءِ یُقَدِّمُ وَیُرَجِّحُ ذَا اللِّحْیَۃِ الْقَلِیْلَۃِ عَلَی الْاَمْرَدِ الْحَسَنِ))

(الدر المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ)

تھوڑی تھوڑی ڈاڑھی والوں سے بھی احتیاط کرو جن کی ہلکی ڈاڑھی ہو اور چہرہ کی طرف کشش ہو، میلان ہو، جب میلان ہوا تو سمجھ لو میلہ آ گیا، ہندو لوگ ہندی زبان میں پاخانہ کو میلہ کہتے ہیں۔ بس قلب کا قبلہ ہر وقت اللہ کی طرف نوّے ڈگری رہنا چاہیے، اگر ایک اعشاریہ بھی اِدھر اُدھر ہو جائے تو وہاں سے بھاگ جاؤ کیونکہ ایک اعشاریہ جھکاؤ بھی پوری دیوار کو گرانے کے لئے کافی ہے، اگر کوئی دیوار نائنٹی ڈگری سے ایٹی نائن (۸۹) ڈگری ہو جائے تو انجینئرز کہتے ہیں کہ اس گھر میں رہنا مناسب نہیں ہے، کسی وقت بھی دیوار گر سکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ جہاں آپ کے قلب کا قبلہ اِدھر اُدھر ہو رہا ہے ایسی صورتوں کے ساتھ کیوں رہتے ہو؟ وہاں سے فرار واجب ہے، ایک لمحہ کا قرار بھی حرام ہے:

فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ

(سورۃ الذاریات، آیت:۵۰)

کا عکس کرو، قضیہ عکس کر کے دیکھو کہ اگر کسی نمکین اور حسین چہرہ سے ایک لمحہ آپ نے نظر کو ٹکا دیا تو قرار ہوا یا نہیں ہوا؟ فرار کی ضد ہے قرار، فَفِرُّوْٓا کے حکم کی نافرمانی ہوگئی ہے، فَفِرُّوْٓا اِلَی اللہِ اَیْ عَمَّا سِوَی اللہِ غیر اللہ سے بھاگو، جہاں فرار کا حکم ہے وہاں تم کیسے قرار پکڑے ہوئے ہو کہ اپنی شعاعِ بصریہ اس پر

ڈالے ہوئے ہو، آنکھوں کی روشنی سے قرار پکڑا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے یا نہیں؟ اور کچھ پاؤ گے بھی نہیں، یہ عجیب احمقانہ گناہ ہے، پاگلوں کی طرح دوسروں کی بیوی کو دیکھنا جبکہ رات کو اپنی ہی بیوی ملے گی، تو دن بھر اپنی آنکھوں کو خراب کرنا، دل کو خراب کرنا اور دماغ کو خراب کرنا، اگر یہ کوئی معمولی بات ہوتی، مکروہ بھی ہوتی تو بھی کہا جاتا کہ چلو بھئی حرام تو نہیں ہے بے چارہ مکروہ کر رہا ہے مگر اَلْمَکْرُوْہُ ھُوَ ضِدُّ الْمَحْبُوْبِ مکروہ محبوب کی ضد ہے تو پھر اللہ کا محبوب کیسے بنے گا؟

نظر کی حفاظت کا حکم براہِ راست نازل نہ کرنے کا راز

جبکہ یہ تو قرآنِ پاک کا حکم ہے یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قُلْ آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظر کی حفاظت کریں، اس میں کیا راز ہے؟ کیا خود اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لیے براہِ راست یہ حکم نازل نہیں فرماسکتے تھے جیسے اور حکم نازل فرمائے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، ہر حکم تو خود نازل فرمایا مگر حفاظتِ نظر کا بواسطہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں حکم دیا۔ میرے قلب میں ایک بات آئی ہے کہ یہ غلبہ حیاء ہے، اللہ تعالیٰ نے خود ہم سے نہیں فرمایا کہ اپنی نظروں کی حفاظت کرو، جیسے بعض وقت باپ اپنے بیٹوں کی نالائقی پر خود تنبیہ نہیں کرتا بلکہ اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ میرے بیٹوں کو بتادو کہ کسی کی بہو بیٹی کو نہ دیکھیں۔

تو نظر کی حفاظت کرنا قرآنِ پاک کا حکم ہوا اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

((زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج:۲، ص:۹۲۲)

نظر ڈالنا آنکھوں کا زِنا ہے۔ آپ بتاؤ محض مکروہ فعل کے لئے یہ عنوان آسکتا ہے؟ آج اچھے خاصے دین دار بھی بدنظری کی بیماری کو اہمیت نہیں دیتے، میں نے بتایا کہ نظر کی بہت سی قسمیں ہیں، ایک نظر تحقیقی ہے کہ دیکھیں یہاں بے پردگی کتنی زیادہ ہے تاکہ ہم منبر سے اس کو بیان کریں کہ فلاں جگہ پر ایسی بے حیائی ہے، تو حسن کے ریسرچ آفیسر بنے ہوئے ہیں، تو غیر عورت کو اس نظر سے بھی دیکھنا حرام ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ بھئی! ٹانگیں کہاں تک کھلی ہوئی ہیں، ران کہاں تک کھلی ہوئی ہے، یہ ریسرچ بھی حرام ہے، بالکل نظر مت ڈالو، ریسرچ مت کرو، نظر کو بچاؤ اور حسن کی عریانیوں کی پلاٹنگ مت کرو، کسی نئے ملک کے کسی شہر میں جا کر یہ مت دیکھو کہ یہاں کا معاشرہ ہم کو دیکھنا چاہیے تاکہ ہم اپنے ملکوں میں اس کو بیان کریں، اس خبیث حرکت سے آپ کا بیان ہی ناقابلِ بیان ہو جائے گا۔ میں اس زمانہ میں ولی اللہ ہونے کا بہت آسان اور شارٹ کٹ راستہ بتاتا ہوں ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

وہ آسان راستہ یہ ہے کہ بس نظر بچاؤ اور ولی اللہ ہو جاؤ، سارے اعمال کی توفیق خود بخود ہو جائے گی ان شاء اللہ کیونکہ جو لڑکا مشکل پرچہ حل کر لیتا ہے کیا آسان حل نہیں کر سکتا۔

حلاوت ایمانی کی پانچ علامات

حلاوتِ ایمانی دل میں آئے گی تو کیا اس کی علامات ظاہر نہیں ہوں گی؟ محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس کے قلب میں نظر بچانے سے حلاوتِ ایمانی آتی ہے، ایمان کی مٹھاس آتی ہے تو پانچ علامتیں

خود بخود ظاہر ہوتی ہیں:

حلاوتِ ایمانی کی پہلی علامت

(۱)......اِسۡتِلۡذَاذُ الطَّاعَاتِ اس کو عبادت میں مزہ آنے لگتا ہے۔

حلاوتِ ایمانی کی دوسری علامت

(۲)......اِیۡثَارُھَا عَلٰی جَمِیۡعِ الشَّھَوَاتِ وَالۡمُسۡتَلَذَّاتِ اللہ کی فرماں برداری کو مقدم کرے گا اور حرام لذتوں کو پیچھے کرے گا، گناہوں سے توبہ کرے گا، یہ علامت حلاوتِ ایمانی کی ہے جو نظر بچائے گا اس کے دل میں ہر وقت حلاوتِ ایمانی کی فراوانی ہوگی، اور جب حلاوتِ ایمانی عطا ہوگی تو کیا یہ سب علامات پیدا نہیں ہوں گی؟ جو اللہ تعالیٰ کی خوشیوں کو مقدم کرے گا، اپنی خوشیوں کا خون کرے گا، اپنے دل کو توڑے گا مگر اللہ کے قانون کو نہیں توڑے گا اور کہے گا کہ یا اللہ! آپ کے حکم کی فرماں روائی اور آپ کے عظیم الشان قانون کے مقابلہ میں میرا دل کچھ بھی قیمت نہیں رکھتا، میرے دل کی کوئی قیمت نہیں ہے، ہم بِجَمِیۡعِ اَعۡضَائِہٖ غلام ہیں، ہمارا دل کیا چیز ہے، یہ دل بھی آپ کا غلام ہے۔ تو حلاوتِ ایمانی کی علامات میں سے ہے کہ بری خواہشات پر اپنے اللہ کی خوشی کو ترجیح دے گا۔

حلاوتِ ایمانی کی تیسری علامت

(۳)...... تَحَمُّلُ الۡمَشَاقِّ فِیۡ مَرۡضَاۃِ اللہِ وَ رَسُوۡلِہٖ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش کرنے کے لئے ہر تکلیف اٹھائے گا، یہ نہیں کہ دو چار دفعہ گناہ کا تقاضا برداشت کر لیا اور پھر کہہ دیا کہ بھئی! اب تو برداشت نہیں ہو رہا چلو گناہ کر لیں۔

حلاوتِ ایمانی کی چوتھی علامت

(۴)...... تَجَرُّعُ الْمَرَارَاتِ فِي الْمُصِيْبَاتِ ہر مصیبت میں اللہ پر راضی رہے گا، چاہے نظر بچانے میں مصیبت کا کتنا ہی احساس ہو، اس کو گھونٹ گھونٹ پی جائے گا اور کہے گا کہاں یہ میری قسمت ؎

نشود نصیبِ دشمناں کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اے خدا! دشمنوں کا یہ نصیب نہ ہو کہ وہ آپ کے حکم کی تلوار اپنی گردن پر چلائیں، ہم دوستوں کا سر سلامت رہے کہ ہر وقت آپ پر فدا ہوں۔

حلاوتِ ایمانی کی پانچویں علامت

(۵)......اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حلاوتِ ایمانی کی یہ پانچ علامتیں لکھی ہیں، جب اتنی چیزیں ظاہر ہوں گی تو وہ کیسے ولی اللہ نہ ہوگا۔ اَلرِّضَا بِالْقَضَاءِ فِیْ جَمِیْعِ الْحَالَاتِ اخلاص سے بھی اونچا مقام ہے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے پوچھا کہ بتاؤ عبدالغنی! اخلاص سے بھی کوئی اونچا مقام ہے؟ میرے شیخ نے فرمایا کہ حضرت! مجھے نہیں معلوم، میں تو اخلاص ہی کو سب سے اونچا مقام سمجھتا ہوں۔ تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی فرمایا کہ اخلاص سے بھی اونچا مقام اللہ کی مرضی پر راضی رہنا ہے، جب ان کی مرضی ہے کہ ہم کسی کو بری نظر سے نہ دیکھیں تو اسی پر راضی رہو، حرام خوشی اپنے دل میں مت آنے دو، کیا یہ اللہ سے بے وفائی نہیں ہے؟ اللہ کے اہلِ وفا کون لوگ ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر فدا رہتے ہیں، ایک لمحہ بھی اللہ سے بے وفائی اور اس کے حکم کی نافرمانی کر کے حرام لذت دل میں نہیں لاتے

الّا یہ کہ بشریت کے طور پر صدورِ خطا ہوجاتی ہے لیکن پھر ان کی آہ وزاری بھی غضب کی ہوتی ہے، اگر ان کی آہ وزاری سن لوتو تمہارے کلیجے پھٹ جائیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی گریہ وزاری

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کعبہ شریف میں استغفار وتوبہ میں اتنا روتے تھے کہ ہم سننے والوں کے کلیجے پھٹتے تھے، تو حاجی صاحب کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ آپ نے اللہ والوں کی گریہ وزاری دیکھی کہاں ہے۔ اس لئے ایک ہی بلا سے اپنی جان بچالو، ان ملکوں میں جنوبی افریقہ، لندن، امریکا جہاں جہاں بھی بے پردگی ہے آپ نظر کی حفاظت سے ولی اللہ ہوجائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو یہ اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ ہے۔ بتاؤ! جلد اللہ والا بننا ہے یا نہیں؟ کیا یہ شہادت نہیں ہے کہ ہر وقت بری خواہشات کو مار رہا ہے۔

میرے یہاں بھی ماسیاں ہیں لیکن جس دن میرے بال بچے میرے گھر سے چلے جاتے ہیں، گھر خالی ہوتا ہے، میں فوراً اعلان کردیتا ہوں کہ دیکھو! ایک ہفتہ تک اِدھر کا رُخ بھی نہ کرنا، خبردار! میرے گھر میں اِنْ (In) نہ ہونا، دروازہ بھی نہ بجانا، سات دن کے بعد پتا کرو کہ ہمارے گھر کی عورتیں آئیں یا نہیں، جب گھر کی خواتین آجائیں تب ماسیوں کو آنے دو، جب عورتیں نہیں ہیں تو عورت کو کیوں آنے دیتے ہو، کل کو شیطان بہکا سکتا ہے۔

اب دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کہا سنا سب قبول فرمائیں، اللہ تعالیٰ ہماری نیکیوں کو قبول فرمائے اور گناہوں کو، کوتاہیوں کو معاف فرمائے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ